سفر نامہ

سفر نامہ......ایران

ہم نے اپنے ادارہ کے تحقیق سے وابستہ طلبہ کے ساتھ ایرانی دانشگاہوں کے وزٹ اور زیارات کا ایک پروگرام ترتیب دیا...... چنانچہ مئی ۲۰۱۲ء میں اس سفر پر روانہ ہوئے...... ہمارے کارواں میں شیخ زاید اسلامک سینٹر جامعہ کراچی کے دو اساتذہ اور دیگر طلبہ شامل تھے......

ایران کی تاریخ بہت ہی قدیم ہے۔ ماضی بعید میں اسے فارس یا پرشیا کہا جاتا تھا...... مگر جسے فارس یا پرشیا کہا جاتا تھا وہ آج کے ایران سے بہت ہی وسیع تھا اور اس پرشیا پر اب متعدد ریاستیں قائم ہو چکی ہیں جن میں سے ایک موجودہ ایران بھی ہے...... وہ ایران جسے رسول اللہ ﷺ کے خلفاء نے فتح کیا وہ ایک سپر پاور تھی اور اس سپر پاور کو فتح کرنا کارے آساں نبود...... مگر اللہ نے ایران مسلمانوں کے ہاتھوں میں دے دیا...... اور یہاں اسلام کا پھریرا خلافتِ راشدہ کے دور میں لہرانے لگا......

سولہ لاکھ اڑتالیس ہزار ایک سو پچانوے کلومیٹر مربع پر مشتمل ایران اسلامی ممالک میں ایک بڑا اسلامی ملک ہے...... رقبہ کے اعتبار سے یہ دنیا کا اٹھارواں بڑا ملک ہے۔ دینا کے نقشہ پر دیکھا جائے تو اس کے پڑوسی سرحدی ممالک میں آذر بیجان' آرمینیا' ترکمانستان' افغانستان' پاکستان' عراق' ترکی اور سمندری حدود کے اعتبار سے متحدہ عرب امارات' عمان کویت وغیرہ شامل ہیں ۔ ۱۹۷۹ سے ایران کو اسلامی جمہوریہ ایران قرار دیا گیا...... طہران' اصفہان' اہواز' کرج' شیراز' مشہد' قزوین' کرمان' خراسان' فارس' بوشہر' قم' یزد' سمنان' اس کے خاص شہروں میں سے بعض ہیں......

ایران کی آبادی ۱۹۵۶ تک انیس ملین تھی (جبکہ ۲۰۰۹ میں پچھتر ملین ریکارڈ کی گئی) موجودہ ریکارڈ کے مطابق یہ ۷۷۱۷۶۹۳۰ نفوس پر مشتمل ہے یہاں کی کرنسی ویسے تو ریال ہے لیکن زبانوں پر ریال کا لفظ کم ہی آتا ہے ہر کوئی تومان کہتا ہے...... تومان دراصل منگولین لفظ (Tumen) ہے جس کے معنی دس ہزار کے ہوتے ہیں دس ہزار دینار کا ایک تومان ہوا کرتا تھا پھر ہر دینار آٹھ ریال کا ہوتا تھا۔ یہ ۱۷۹۸ سے ۱۸۲۵ کے درمیانی عرصہ کی بات ہے ۔ ۱۹۳۲ میں تومان کی جگہ ریال متعارف ہوا جب ایک تومان دس ریال کا ہوتا تھا...... اب ایران میں ایک تومان کا مطلب ہے...... دس ریال ایرانی ۔ ہمیں ہمارے کرم فرمانے آسان فارمولا بتایا کہ ریال

کا ایک صفر ہٹا دو تو باقی تومان ہے……

ایران کی سرکاری زبان فارسی ہے اور ملک کی بڑی اکثریت فارسی ہی بولتی ہے۔بعض علاقوں کی اپنی زبانیں ہیں جیسے آذر بائیجان کی زبان آذری یا آذر بیجانی ہے' کردستان کی زبان کردی ہے بعض علاقوں میں' ترکک' لوری اور لاری زبانیں بھی بولی جاتی ہیں۔خوزستان کے بعض لوگ عربی بھی بولتے ہیں……سرکاری مذہب (شیعہ) اسلام ہے اور اکثر ایرانی مسلمان ہیں جبکہ معمولی تعداد زردشت' عیسائی اور یہودیوں کی ہے۔……ایران سرزمینِ اولیاء بھی ہے اور مشہدِ ائمہ معصومین بھی……ایران کی سرکاری زبان اور ملک کی بڑی آبادی کی زبان فارسی ہے……اگر چہ فارسی افغانستان اور بعض دیگر ممالک میں بھی بولی جاتی ہے تاہم ایران فارسی النسل ہے……یہاں کبھی بھی کسی اور زبان کو غلبہ حاصل نہیں ہوسکا………صدر اسلام کا ایران جو فارس کہلاتا تھا اس میں بھی زبان فارسی ہی تھی……

ہم نے فارسی یوں تو اسکول کے زمانہ میں چھٹی ساتویں آٹھویں جماعت میں ایک اختیاری مضمون کی حیثیت سے اس حد تک پڑھی تھی، کہ ایں چیست' این صندلیست۔وآں کتاب است۔لیکن فارسی سے اصل لگاؤ کا سبب ہمارے والد گرامی کی ذات ہے جنہیں فارسی سے بے حد پیار تھا اور انہوں نے متحدہ ہندوستان کے زمانہ میں ہندوستانی علماء سے مدارس دینیہ کے نصاب میں شامل فارسی کی کتابیں سبقا سبقا پڑھ کر پنجاب یونیورسٹی سے ایک اسپیشل امتحان پاس کیا تھا جسے اس زمانہ میں منشی فاضل کہا جاتا تھا……انہیں شیخ سعدی شیرازی اور جامی سے بے پناہ محبت تھی……پھر مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ سے عشق کی حد تک عقیدت تھی……اور یہ سب ان فارسی لکھنے بولنے والے بزرگوں کے کلام کی تاثیر کی بناء پر تھا……

ہمارے والد گرامی نے بچپن ہی سے ہمیں فارسی ادب کی بعض کتب از بر کرادی تھیں، جن میں کریما ، نامِ حق ، پند نامہ ، گلستان و بوستانِ سعدی خاص طور پر قابل ذکر ہیں……فارسی سبق کا افتتاح کرانے کے لئے انہوں نے راقم کو کم عمری ہی میں اپنے مرشد زادے اور سجادہ نشین دربار عالیہ گولڑہ شریف حضرت پیر غلام محی الدین عرف بابو جی کی خدمت میں پیش کیا……اور حضرت نے کریما کے ایک سبق سے فارسی شروع کرائی……غالبا یہ ۱۹۶۸ کی بات ہے۔

فارسی زبان وادب سے اس طرح ایک قدرتی لگاؤ پیدا ہوا، جو سن شعور کو پہنچنے کے بعد عرب دنیا میں

☆ لا تنتظر شکرا من احد، وبکفی ثواب الصمد، وما علیک من جحد، وحقد وحسد ☆

سات برس قیام رہنے کی بناء پر قائم نہ رہ سکا اور عربی نے اس پر غلبہ پالیا............

تاہم ایران وزٹ کرنے کی خواہش دل میں تھی......ایک بار سن ۱۹۹۵ میں جانے کا اتفاق بھی ہوا مگر اس میں سرکاری مہمان ہونے کے ناطے پروٹوکول کچھ ایسا رہا کہ آزادی سے ایران دیکھا نہ جاسکا سوائے اصفہان کے......اور تہران تو صرف سرکاری گاڑیوں ہی میں دکھایا گیا......

تاہم اپریل ۲۰۱۲ میں اپنے ہی مرکز کے سینئر طلبہ کے ساتھ ایران کے ایک مطالعاتی دورے کا پروگرام مرتب کیا اور خانہ فرہنگ اسلامی جمہوری ایران کے تعاون سے ضروری انتظامات مکمل ہوئے......مئی میں ویزا وغیرہ لگنے کے بعد روانگی ہوئی اس وفد کی مہمان نوازی جامعۃ المصطفی نے قبول کی......

تہران ۴/۱:۳۰ بجے اترے اور تمام امور امیگریشن کسٹم سے فارغ ہوکر ۲/۱:۴۰ بجے باہر آگئے علامہ شبیر حسن میثمی صاحب بطور نمائندہ ومیزبان جامعۃ المصطفی استقبال کے لئے موجود تھے۔ظہر تہران ائرپورٹ پر ادا کی اس کا نام ''مہرآباد،، ائرپورٹ ہے۔ہمارا خیال تھا کہ ہمیں طہران شہر میں کہیں لے جایا جائے گا اور جامعۃ المصطفی یا کسی دوسری یونیورسٹی میں ٹہرایا جائے گا......لیکن مولانا سلمان صاحب کے آجانے پر مشورہ ہوا اور یہ طے پایا کہ طہران میں رکنے کی بجائے پہلے مشہد وزٹ کرلیا جائے اور دورہ ایران کا آغاز زیارتِ روضہء امام سے ہو۔

چنانچہ ۵ بجے تہران سے مشہد کے لئے بذریعہ vip وین روانگی ہوئی۔عصر کے لئے تہران سے نکل کر راستہ میں رکے۔نماز عصر باجماعت ادا کی اور کچھ چائے نوشی بھی ہوگئی......نمازِ مغرب کے لئے سرخہ نامی علاقہ میں مختصر پڑاؤ کیا جبکہ شام کا کھانا ایک ہوٹل پر دمغان میں کھایا عشاء کے لئے دمغان ہی میں اترے اور یہاں مسجد میں نماز باجماعت ادا کی۔

فجر کے لئے ہم جس شہر میں رکے وہ تاریخی اعتبار سے ایک مشہور شہر ہے کہ بہت سے سبزواری صوفیاء کا تعلق اس شہر سے رہا ہے ملتان میں موجود مزار شاہ شمس الدین سبزواری کا تعلق بھی شاید اسی سلسلہ سبزوار سے ہے۔

ہماری گاڑی تہران سے نکل کر ان شہروں سے گزرتی ہوئی چلی۔سمنان۔نیشاپور۔(نقشہ روڈ میپ دیکھیں) صبح ساڑھے دس بجے مشہد پہنچے۔ہوٹل ''عرش،، میں قیام ملا۔

☆اذا اصبحت فلا تنتظر المساء، وعش فی حدود الیوم، واجمع ھمک لاصلاح یومک.☆

ظہر کی نماز حضرت امام علی رضا بن امام موسی کاظم رحمتہ اللہ علیہ کے حرم میں ادا کی یہ ایک عظیم الشان مسجد ہے جو ایرانی فن تعمیر کا اعلی نمونہ ہے اس میں کئی صحن ہیں اور کئی ہال ہیں۔ مسجد سے ملحق مزار حضرت امام علی رضا کا ہے۔ یہ آل بیت کے آئمہ میں سے آٹھویں امام ہیں۔ علی رضا بن موسی کاظم۔ مامون الرشید نے انہیں مشہد میں اپنا نائب یعنی ولی عہد نامزد کیا تھا اور پھر بقول بعض روایات انہیں اقتدار پر قابض ہو جانے کے خوف سے زہر دلوا کر شہید کر دیا۔ حضرت امام علی رضا رحمہ اللہ تعالی کے والد گرامی حضرت امام موسی کاظم رحمتہ اللہ علیہ کے مزار شریف پر ہم کاظمین (بغداد) میں پہلے ہی حاضری کے شرف سے مشرف ہو چکے ہیں......

آج جمعرات ہے اور شب۔ شبِ رغائب ہے یہ رجب کی پہلی نوچندی جمعرات کو ہوتی ہے۔ جس میں ادھر لوگ مخصوص عبادت کرتے ہیں مغرب کی نماز کے بعد رش بڑھ گیا۔ عشاء کے بعد دعائے کمیل پڑھی گئی اس کے پڑھنے کا انداز خاص تھا۔ ایک بڑے عالم یا ذاکر صاحب نے اسٹیج پر بیٹھ کر جس کے سامنے ہزاروں افراد کا مجمع تھا یہ دعائے کمیل پڑھائی اس میں تقریبا ایک گھنٹہ لگا ہوگا۔ لوگ دعاء کے دوران زار وقطار رو رہے تھے۔ موسم میں سردی بڑھ گئی کچھ ہلکی پھلکی برسات ہوئی ہے اور ہوا بالکل یخ بستہ ہوگئی ہے حالانکہ موسم گرمی کا ہے۔ رات گیارہ بجے مسجد سے واپسی ہوئی۔ ہم لوگ عشاء کی نماز سے قبل مرقدِ حضرتِ امام (علی رضا) سے ہو آئے ہیں۔ بڑا رش ہے۔ اور مزار شریف اندر سے گنبد اور ہال بہت ہی خوبصورت بنا ہے شیشے اور زری کا کام ہے۔ چونکہ ہم واپسی میں لیٹ ہو گئے اس لیے رات کا کھانا ۱۲ بجے شب کھایا۔ خاص ایرانی لمبے نان اور کباب لسی۔

اگلی صبح فجر کی نماز ہوٹل کے کمرے میں ادا کی۔ پھر ہوٹل کی چھت سے شہر کا منظر دیکھا۔ ناشتہ کے بعد ۹ بجے کے قریب گاڑی آ گئی اور ہم مشہد میں جامعہ المصطفی کا کیمپس وزٹ کرنے چلے گئے جہاں اس کیمپس کے ڈائریکٹر آغا مہدوی علی سے ملاقات ہوئی اور دو طرفہ امور پر تبادلہ خیال ہوا انہوں نے اپنے آفس میں ہماری چائے وغیرہ سے تواضع کی۔ وہ خود ایک متواضع انسان محسوس ہوئے ایک گھنٹہ کی نشست کے بعد جب ان کے دفتر سے باہر آئے تو انہوں نے وفد کے اراکین کی جوتیاں سیدھی کرنا شروع کر دیں۔ روکنے اور منع کی درخواست کو بھی انہوں نے درخور اعتنا نہ سمجھا۔ اس ملاقات سے محسوس ہوا کہ وہ وہابیت سے خاصے متنفر ہیں اور عمومی طور پر ایران کا یہی حال ہے۔ انہوں نے المصطفی انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی کے قیام کے

☆ اترک المستقبل حتی یاتی، ولا تھتم بالغد، لانک اذا اصلحت یومک صلح غدک. ☆

مقاصد پر روشنی ڈالی اور اس کے مختلف شعبہ جات کی تفصیلات بتائیں۔اس یونیورسٹی کے کیمپس ایران کے ہر بڑے شہر میں ہیں کل ۱۴ کیمپس ہیں اور اس کا مرکز تہران میں ہے۔یعنی اصل یونیورسٹی تہران میں ہے۔جامعہ مصطفیٰ کے مشہد کیمپس کے بھی کئی کیمپس ہیں ہم جس میں اس وقت تھے یہ گرلز کیمپس ہے اور اس کی لائبریری اور کمپیوٹر لیب جدید ہے۔بتایا گیا کہ ۴۰۰ طالبات اس میں زیر تعلیم ہیں۔ازاں بعد ہم لوگ بازار گئے میوزیم دیکھنے کا ارادہ تھا مگر وہ چھٹی کا دن (جمعہ) ہونے کے سبب بند تھا۔نماز جمعہ حرم امام رضا میں ادا کی (ہم نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں) پھر کھانے کے لئے ایک لبنانی ریسٹورنٹ جانا ہوا۔جہاں لبنانی کھانا کھایا۔اس کھانے کی کسی بھی ڈش کا نام ہم یاد نہ رکھ سکے مگر یہ کہ کھانا (کباب کے علاوہ) لذیذ تھا۔ہوٹل آ کر آرام کیا۔اور پھر عشاء کے بعد ہم بازار کے لئے نکلے۔یہاں بازاروں میں اس وقت رش تھا یہ حرم امام رضا کے قریب کے بازار ہیں دیگر بازار آج جمعہ کے سبب بند ہیں۔جمعہ یہاں کی ہفتہ وار عام تعطیل ہے۔دو پہر کے کھانے کے بعد ہم فردوسی کا مقبرہ دیکھنے گئے۔یہ شہر سے کافی باہر ''توس،، کے علاقہ میں ہے۔فردوسی ایران قدیم کا بہت بڑا آدمی ہے مگر اس کے مزار کی بے حرمتی دیکھ کر بہت افسوس ہوا۔یہ ایک پکنک پوائنٹ بن چکا ہے۔جیسا کہ ہمارے ہاں مزار قائداعظم۔ادھر ہی قریب کہیں امام غزالی کا مزار بھی ہے مگر کسی نے ہمیں نہ بتایا نہ ہمیں خود معلوم تھا......اس لئے محروم زیارت رہے............

بروز ہفتہ ہم ہوٹل عرش میں ناشتہ کرنے کے بعد صبح ۹ بجے حضرت امام رضا کے مزار شریف سے متصل رضویہ اسلامی یونیورسٹی اور اس سے منسلک لائبریری اور آرکائیوڈ یپارٹمنٹ گئے جہاں مشہد اور روضہ امام سے متعلق قدیم خطی نسخے تحریریں اخبارات ورسائل کو محفوظ کیا گیا ہے ان میں بعض وہ ہیں جو ہندوستان اور دیگر ممالک میں شیعہ مذہب کی ترجمانی کرنے والے مخصوص اخبارات ورسائل ہیں۔اس یونیورسٹی کو یہاں دانشگاہ رضوی کہا جاتا ہے۔یاد رہے کہ فارسی میں یونیورسٹی کے لئے لفظِ دانشگاہ ہی استعمال ہوتا ہے......

ظہر کی نماز سے قبل رضوی اسلامک یونیورسٹی کا ایک حصہ اور کتب خانہ وزٹ کیا۔حضرت امام کے حرم سے متصل ایران کی ایک عظیم تر لائبریری ہے جس میں دنیا کا جدید ترین الیکٹرانک نظام مکتبہ جات موجود ہے۔اس لائبریری میں جو کہ کئی منزلہ ہے اور ہشت پہلو عمارت میں قائم ہے متعدد شعبہ جات ہیں۔اس

میں ڈیجیٹل لائبریری بھی ہے۔مشہد کی اس عظیم الشان جدید لائبریری میں ایرانی فن تعمیر بہت نکھر کر سامنے آیا ہے۔اس کا نمائش ہال۔کانفرنس ہال اور مطالعہ وکتب کے مختلف ہال ہمیں دکھائے گئے۔بتایا گیا کہ اس کی ممبر شپ فری ہے۔دوپہر کے کھانے کے بعد تین اور چار بجے کے دوران ہمیں جامعہ مصطفیٰ کے ایک اور کیمپس لے جایا گیا جہاں ہماری ملاقات اس جامعہ کے اساتذہ سے کرائی گئی اور ہمیں جامعہ میں ہونے والے کام کے بارے میں بتایا گیا۔یہاں ان سے ہماری کوئی ڈیڑھ گھنٹہ ملاقات رہی۔مشہد میں قیام کے دوران ہم نے حرم امام میں جو یہاں کی سب سے وسیع عمارت اور طویل وعریض مسجد ہے، میں اکثر نمازیں پڑھیں اور اہل سنت کے طریقے کے مطابق جماعت کرا کے پڑھیں ہمیں کسی نے نہ گھورا نہ پوچھا کہ تم کون ہو کہاں سے آئے ہو اپنی جماعت کیوں کرا رہے ہو؟ ہم تھے بھی گیارہ بارہ افراد اور ہر نماز میں اپنی جماعت کراتے تھے...... یہ بات ہمیں بہت اچھی لگی کہ یہاں شیعیت کی غالب اکثریت کے باوجود ہماری نمازوں پر کوئی معترض نہیں ہوا...... یہ عمومی رویہ تھا یا سرکاری ہدایات...... واللہ اعلم بالصواب تاہم، ہم اسے حسنِ ظن پر ہی محمول کرتے ہیں...... ایک بات اور جو ہمیں اچھی لگی کہ کسی خاتون کو بے پردہ حرم امام رضا میں داخلے کی اجازت نہیں...... سر اور سینہ ڈھکنا تو گویا واجب کے درجہ میں ہے...... ہمارے ساتھ ہمارے ادارے کے ایک ٹیچر اور ان کی بیگم بھی تھیں اور پردہ سے ذرا کم ہی آشنا تھیں...... چنانچہ جب بھی حرم میں جانا ہوتا چیکنگ پوائنٹ پر کوئی نہ کوئی اعتراض ان پر ہوتا اور انہیں واپس کیا جاتا...... تا آنکہ انہیں ایک چادر پردہ کے لئے خریدنی ہی پڑی...... مشہد خوبصورت شہر ہے سرسبز ہے اور شاد وآباد ہے...... ایران کے بڑے شہروں میں اس کا شمار ہے اور یہ یہاں کا مقدس شہر خیال کیا جاتا ہے اس لئے بعض مقامات پر مشہدِ مقدس لکھا بھی نظر آتا ہے...... مشہد میں مدارس اسکول کالجز اور جامعات بے شمار ہیں...... تعلیم عام ہے اور مفت وسستی ہے......

دو دن مشہد میں گزارنے کے بعد، عرش ہوٹل سے نکل کر ہم نور کی سواری (قطارِ نور) میں جا بیٹھے، شام آٹھ بجے کی جس ٹرین سے ہم مشہد سے واپس تہران کے لئے روانہ ہوئے۔اس کا نام قطارِ نور ہے۔یہ ایک خوبصورت ٹرین ہے جس میں تمام سفری سہولتیں موجود ہیں...... مغرب وعشاء کی نماز کے لئے ٹرین نیشاپور (کے معروف شہر) کے اسٹیشن پر روکی گئی نماز کا اعلان ہوا اور بتایا گیا کہ ٹرین نماز کے لئے بیس منٹ رکے گی۔نیشاپور صدیوں سے اہل علم کا مرکز رہا ہے صحاح ستہ کے مولفین میں سے امام مسلم اور بعض دیگر کا تعلق

اسی شہر سے ہے۔اگرچہ ہم نیشاپور کو مکمل طور پر دیکھنے کی حسرت لئے ہی روانہ ہوگئے تاہم نیشاپور کے اسٹیشن پر ایک نماز ادا کرنے کا موقع ہمیں مل گیا...... یہاں وضو خانے کثیر تعداد میں ہیں لگتا ہے کہ نمازوں کے اوقات میں یہاں ٹرینیں روکی جاتی ہیں اور مسافروں کی تعداد کے لحاظ سے ہی وضو خانے بنائے گئے ہیں البتہ ان وضو خانوں میں ہمارے لئے الجھن کی ایک بات تھی کہ یہاں بیٹھ کر وضو کرنا ناممکن ہے......کھڑے کھڑے وضو کرنا ہوتا ہے......بہرکیف سفر میں بہت سی سہولتیں نہ بھی ہوں تو موجود سہولتوں کو انسان غنیمت تصور کرتا ہے......البتہ خوبی کی بات یہ ہے کہ واش رروموں میں دست شوئی (ہاتھ دھونے) کی جوجگہیں ہیں وہاں صابن کی بوتلیں لگی رہتی ہیں جو یہاں کی ثقافت کا ایک حصہ ہیں......

آج صبح سویرے ہم ٹرین میں ہی تھے کہ ٹرین ایک اسٹیشن پر فجر کی نماز کے لئے رکی۔یہ اسٹیشن ''سمنان،، ہے...... سبحان اللہ ایک اور تاریخی شہر کے اسٹیشن پر ہمیں ایک نماز ادا کرنے کا موقع ملا اس شہر سے بہت سے صوفیاء کا تعلق ہے اور ایک سلسلہ تصوف کا اس شہر کے نام کی مناسبت سے قائم ہے۔ہمارے خیال میں یہ وہی سمنان ہے جس سے حضرت جہانگیر اشرف سمنانی کا تعلق رہا ہے۔یہاں ایران میں یہ خاص بات ہے کہ نمازوں کے اوقات میں ٹرین صرف نماز کی خاطر کسی بڑے چھوٹے اسٹیشن پر بیس منٹ کے لئے روکی جاتی ہے۔ہر اسٹیشن پر صاف ستھرے واش روم اور مسجد ہوتی ہے یا جائے نماز ہوتی ہے۔

ٹرین بہت صاف ستھری ہے۔ہر کیبن چار مسافروں کے لئے ہے اور اس میں نئے تکیئے نئی چادریں نئے لحاف اور سیٹیں بھی نئی ہیں۔آج پونے نو بجے ٹرین تہران پہنچی جو اپنے وقت سے پونا گھنٹہ لیٹ ہے۔ناشتہ ہم نے ٹرین ہی میں کرلیا۔اسی کی طرح اس سے آگے آگے ایک ٹرین چل رہی تھی جس کا نام قطارِ سبز تھا۔ٹرین سے اترتے ہی ہمیں مولانا سلمان صاحب نقوی نے خوش آمدید کہا اور پھر وہ ہمیں اسٹیشن (تہران) سے سیدھے ''جامعہ تقریب بین المذاہب،، لے گئے جہاں ۹ بجے ہماری ملاقات اس یونیورسٹی کے VC صاحب (آغائے بی آزار شیرازی) سے طے تھی مگر ٹرین لیٹ ہونے کے سبب ہم ساڑھے نو بجے یونیورسٹی پہنچے۔شیخ شیرازی ہمارا انتظار کر کے کلاس میں جا چکے تھے۔۱۰ بجے وہ آئے اور انہوں نے تعارف کے لئے کہا۔جس کے بعد جامعہ تقریب بین المذاہب کے بارے میں کچھ بریفنگ دی۔ اور جامعہ

تقریب کے پرووائس چانسلر ڈاکٹر زرقانی بھی اس ملاقات میں موجود تھے جو کہ استاذ عبدالکریم بی آزار شیرازی کے شاگرد ہیں۔ پھر انہوں نے کچھ دیر ہم سے گفتگو کی تھی کہ ان کی کلاس کا وقت ہو گیا ہم نے ان سے درخواست کی کہ ہمیں کلاس روم ساتھ لے چلیں تا کہ ہم بھی آپ کے لیکچر سے مستفید ہوں' چنانچہ انہوں نے اپنے آفس کے برابر موجود ہال میں ہی کلاس کو طلب کر لیا اور ہمیں بھی شامل کر لیا...... یہاں انہوں نے بی ایس کی ایک کلاس کو تفسیرِ قرآن کریم پر ایک لیکچر دیا ان کی گفتگو اس آیت پر تھی ان اللہ لایستحی ان یضرب مثلا ما بعوضة فمافوقھا...... ملٹی میڈیا کے استعمال کے ساتھ انہوں نے ان یضرب مثل ما بعوضة پر مچھر کی پوری کیمسٹری سنائی۔ اور اس کا تعلق پھر ہوائی جہاز کی صنعت اور انجکشن کی سرنج کی ایجاد سے قائم کیا۔ یہ ایک بزرگ عمر کے سیدھے سادھے مولانا لگتے تھے مگر گفتگو سے ایسا لگا کہ جیسے کوئی جوان سائنس دان زولوجی کے عنوان پر گفتگو کر رہا ہو ان کا لیکچر فارسی زبان میں تھا۔ یہ پروفیسر ڈاکٹر عبدالکریم بی آزر شیرازی تھے۔ آپ ڈیڑھ سو سے زاید چھوٹی بڑی کتابوں کے مصنف ہیں...... قرآنک آرکیالوجی آپ کا خاص موضوع ہے۔ اس یونیورسٹی کا سرکاری نام دانشگاہِ مذاہبِ اسلامی ہے...... اس کا ایڈریس ہے خیابانِ انقلاب۔ خیابانِ فلسطین جنوبی۔ خیابان شہید مہرداد روانمہر پلاک ۳...... ای میل ہے info@islamicmazaheb.ac.ir

۱۱ بجے ہمیں دوسری جگہ جانا تھا چنانچہ ۱۱ بجے تہران یونیورسٹی کے لئے ہم روانہ ہو گئے۔

تہران یونیورسٹی ایران کی سب سے بڑی یونیورسٹی ہے اس کے فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز کے ڈین جناب ڈاکٹر امامی نے ہمارا استقبال کیا۔ ان کے اساتذہ کے ایک گروپ کے ساتھ ہماری ملاقات ہوئی اس گروپ کے لیڈر ڈپٹی ڈین جناب ڈاکٹر رضوان طلب تھے جو Department of Islamic Law and Jurisprudence (قسم الفقہ والقانون الاسلامی) سے تعلق رکھتے تھے اور اس شعبہ کے چیئرمین تھے۔ ان کا ای میل ایڈریس rezvan230@yahoo.fr ہے۔ فون نمبر 98.21.88737739 فیکس 98.21.88737405 تہران یونیورسٹی کی اس فیکلٹی (کلیہ) کا نام کلیۃ الالھیات ہے اس کلیہ کے ایک اور استاذ ڈاکٹر محمد علی کاظم بیگ ہیں جو تاریخ وتمدن اسلامی کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ بتایا گیا کہ اس فیکلٹی میں ۹ شعبہ جات ہیں۔ ڈاکٹر کاظم بیگ کا ای میل mabeykir @

ut.ac.ir ہے اور فون نمبر 0912.2267906 ہے۔ان لوگوں نے ہمارا بڑا ہی پر تپاک خیر مقدم کیا۔تہران یونیورسٹی کی اس کلیہ کا کارنامہ یہ ہے کہ یہاں کے اساتذہ ہی نے اسلامی انقلاب کا آغاز کیا اور پھر پوری تحریک میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت سے تحریک کو چلایا۔چنانچہ بڑے بڑے جلسوں سے خطاب بھی کلیہ کے اساتذہ کرتے تھے۔تحریک میں شہید ہونے والے اساتذہ وطلبہ کی تصاویر کلیہ میں لگائی گئی ہیں اور مین دروازے سے داخل ہوتے ہی ان تصاویر کے پاس کھڑے ہوکر فاتحہ پڑھی گئی۔ایرانی انقلاب کے معروف رہنماؤں میں شیخ مفتح ٗشہید مطہری آغا املی ٗ ودیگر رہنما اسی جامعہ کے اساتذہ وذمہ داران تھے۔تہران یونیورسٹی کی اس کلیہ میں ہی ہمارے دوپہر کے کھانے کا انتظام تھا۔نماز ظہر اس کلیہ کی جائے نماز میں ہم نے ادا کی۔

تہران یونیورسٹی سے فارغ ہوئے تو ہمیں امام خمینی کی رہائش گاہ لے جایا گیا۔یہ گھر جمران کے پوش علاقہ میں ہے۔یہ وہ گھر ہے جہاں وہ بیماری کے بعد ڈاکٹرز کی ہدایات پر منتقل ہوئے تھے۔اس وقت یہ ایک صحت افزا مقام تھا اور مکان سادہ سا تھا اس کے کوئی کروفر نہ تھے......یہیں ان کا ایک مجلس خانہ تھا جہاں عمائدین آتے اور ان سے ملاقاتیں کرتے......اب ان کی اس قیام گاہ سے متصل ایک تصویری نمائش موجود ہے جس میں انقلاب ایران کے مختلف مراحل دکھائے گئے ہیں......اور خود امام خمینی کے بچپن سے جوانی اور سفرِ آخرت تک کے مناظر موجود ہیں......امام خمینی کا قدیم گھر قم میں ہے......

اس کے بعد تفریح کے لئے ہمیں جمران کے اس علاقہ میں لے جایا گیا جہاں چیئر لیفٹ سے لوگ پہاڑیوں پر برف باری دیکھنے جاتے ہیں۔مگر ہم نے اس میں کچھ دلچسپی نہ لی ......ازاں بعد بہشت زہرا جو یہاں کا بڑا قبرستان ہے ہم وہاں گئے ایرانی انقلاب کے ہزاروں شہدا کی قبریں یہاں ہیں۔امام خمینی جب فرانس سے واپس ایران آئے تھے تو گھر جانے کی بجائے سب سے پہلے اسی قبرستان بہشتِ زہرا گئے تھے کہ میں پہلے ان شہداء سے ملوں گا جنہوں نے ہمارے اشارہ ابرو پر اسلامی انقلاب کے لئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کئے......

نماز مغرب ہم نے قم جاتے ہوئے راستے میں ادا کی۔رات کو ۱۱ بجے ہم قم پہنچے ہمیں حجیت فقہ

عالی۔کے سامنے جامعہ المصطفی کے گیسٹ ہاؤس میں ٹھہرایا گیا ہے یہ ایک نئی عمارت ہے اور عمدہ سہولیات یہاں موجود ہیں۔رات کا کھانا قریبی ہوٹل فدک میں طے تھا مگر تاخیر کی وجہ سے ہوٹل بند ہو چکا تھا۔آغا سلمان اور میثمی صاحب نے زحمت کر کے نہ جانے کتنی دور سے ہمیں کھانا لا کر دیا۔رات ایک بجے ہم سوئے ہوں گے ۔سفر نے خوب تھکا دیا۔

علی الصبح فدک ہوٹل میں ناشتہ کیا۔پھر اسی شارع پر واقع امام خمینی کا قدیم گھر دیکھنے گئے۔یہ وہ گھر ہے جہاں سے امام خمینی کو شاہ کے حکم سے گرفتار کیا گیا تھا......

یہاں سے فارغ ہوئے تو جامعہ المصطفی کا ایک اور کیمپس۔ورچوئل یونیورسٹی۔ہم نے وزٹ کی۔یہاں سعید شمس صاحب انچارج director ہیں۔ازاں بعد جامعہ المصطفی کے ہیڈ آفس گئے جہاں ہماری ملاقات ہمارے اصل میزبان یعنی اس جامعہ کے وائس چانسلر جناب آغا محمد حسن مهدوی مہر سے ہوئی اور باہمی دلچسپی امور پر رسمی تبادلہ خیال ہوا یہ ایک استقبالیہ تقریب کی صورت تھی۔انہوں نے بڑی عزت افزائی کی۔ادھر ہی دوپہر کا کھانا ہوا۔المصطفی یونیورسٹی کا یہ مین کیمپس ہے...... آغا محمد حسن مہدوی مہر نے ہم سے مشہد اور تہران کے وزٹ کے احوال لئے اور انہوں نے کہا کہ آپ فارسی اردو عربی جس میں چاہیں گفتگو کر سکتے ہیں......انہوں نے پہلے تو خود استقبالیہ خطاب کیا پھر مابدولت نے جوابی تقریر فارسی اور عربی میں ملا جلا کر کی جس سے وہ بہت خوش ہوئے......اور انہوں نے کہا کہ ایران آپ کا دوسرا گھر ہے اگر چہ ہم کچھ زیادہ خدمت آپ کی اس سفر میں نہ کر سکے تاہم امید ہے مولانا سلمان اور میثمی صاحب نے ضرور کچھ خیال رکھا ہوگا کوتاہی ہوئی ہو تو معذرت خواہ ہوں..........

یہاں سے فارغ ہو کر ہم آغا سلمان صاحب کے مدرسہ ”علی،، گئے۔پھر المصطفی یونیورسٹی کے ایک اور شعبہ ”آموزش ھای کوتاہ مدت،، یعنی the institutes of short term education sabpaticals کا وزٹ کیا اور یہاں کے پروفیسر کا لیکچر سنا جو ایرانی انقلاب اور نظام حکومت ایران کے حوالہ سے تھا۔اس لیکچر کا مقصد ہمیں ایرانی نظام حکومت وسیاست وریاست سے آگاہ کرنا تھا......لیکچر بڑا مفصل اور معلومات افزا تھا...... آخر میں سوال وجواب کا سیشن بھی ہوا۔

☆علیک بالمشی والریاضۃ، واجتنب الکسل والخمول، واھجر الفراغ والبطالۃ.☆

اس لیکچر کے بعد ہم بازار گئے اور مختلف مکتبات پر کتابیں دیکھیں۔ایران میں کتابیں سستی ہونی چاہئیں تھیں مگر یہاں عجیب بات ہے کہ کتابیں مہنگی تھیں......عصر تا مغرب بازار کی سیر وشاپنگ میں گزرا......

نماز مغرب ایک کتب خانہ میں ادا کی جو انصاریاں کے نام سے ہے یہاں کچھ ساتھیوں نے کتب خریدیں......ازاں بعد ہمیں علامہ شبیر حسن میثمی صاحب زہرا اکیڈمی قم برانچ کا وزٹ کرانے لے گئے کچھ دیر یہاں گزارنے اور ماحضر تناول کرنے کے بعد اگلی منزل کو روانہ ہوئے ہماری اگلی منزل ایران کے نامور شیعہ پاکستانی عالم حسین مرتضی صاحب کا گھر تھا......ان سے ملاقات کے لئے ان کے گھر پر گئے۔ بہت دیر ہو چکی تھی سب لوگ تھک چکے تھے اور نیند کے طالب تھے علامہ صاحب کی گفتگو بڑی معلومات افزا تھی۔ نیند کے سبب دلچسپی کم لوگوں نے لی چنانچہ ۱۲ بجے شب گھر پہنچ کر دم لیا۔اور طے کیا کہ ان سے ملاقات کے لئے دوبارہ کوئی وقت طے کیا جائے......

علی الصبح فدک ہوٹل میں ناشتہ کیا۔ساڑھے آٹھ بجے گاڑی آ گئی سلمان صاحب ساتھ تھے......حیرت انگیز بات یہ ہے کہ رات دیر تک ہمارے ساتھ رہے صبح گاڑی لے کر سب سے پہلے پہنچے اور ان پر تھکاوٹ کے کوئی آثار نہ تھے......ہماری ساتھیوں نے کہا حضرت صاحب کوئی جنات سے رشتہ رکھتے ہیں ورنہ انسان کے بس میں اتنی مشقت نہیں جتنی کئی روز سے یہ فرما رہے ہیں۔

ایران میں بالعموم ہم نے لوگوں کو محنتی پایا ہے......انقلاب ایران کے بعد بڑی تبدیلیاں آئی ہیں ملکی ترقی کی رفتار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے......تعلیم کا شعبہ بہت مضبوط کیا گیا ہے اسی طرح صحت پر بھی بھرپور توجہ دی گئی ہے۔شہروں میں لوگ ملنسار ہیں۔نرم وحلیم الطبع ہیں فارسی ویسے ہی لیٹی ہوئی زبان ہے ایرانی اسے مزید لٹا کر بولتے ہیں......

صبح سویرے ہم ایک کمپیوٹر سینٹر (نور سینٹر) وزٹ کرنے گئے۔اس سینٹر نے ایران کے لئے ایک بین الاقوامی سافٹ وئر ڈیزائن کیا ہے جو ''نور،، کے نام سے ہے۔اس میں سینکڑوں کتابیں ہیں تفسیر، حدیث فقہ۔لغات وغیرہ اس سافٹ وئر کے بارے میں ہمیں ایک بریفنگ سینٹر کے ڈائریکٹر جناب حامد الغیومی نے دی۔اس سافٹ وئر کی تفصیلات سوفٹ وئر کے ڈبے پر درج ہیں جو وفد کے ہر رکن کو تحفہ میں دیا گیا ہے۔ہم نے

ان کے کام کو سراہا اور انہیں پاکستان آ کر نمائش لگانے کی دعوت دی۔اس طرح کے سوفٹ وئر ''الشاملہ،، اور ''جوامع الکلم،، کے نام سے پہلے بھی دنیا میں متعارف ہو چکے ہیں اور یہ ان سے ذرا منفرد ہے۔کمپیوٹر سینٹر کے وزٹ سے فارغ ہو کر ہم جامعہ المصطفی کے مین کمپس جو دراصل امام خمینی کیمپس کے نام سے مشہور ہے دیکھنے گئے جہاں پاکستانی ڈیسک کے ذمہ داران سے ملاقات کے بعد پاکستانی امور کے ہیڈ جناب سید سجاد ھاشمیاں سے ملاقات کروائی گئی یہ ایک بزرگ عمر رسیدہ شخصیت تھے جو عبدالمطلب فریدی فر کے ساتھ ہال میں آئے۔فریدی فر ان کے نائب ہیں۔یہاں وہی رسمی گفتگو ہوئی تبادلہ شیلڈز ہوا ہم نے سینٹر کی کتب مجلّات اور شیلڈز پیش کی۔مختصر سی ملاقات کے بعد وہ چلے گئے۔ہم نے ظہر کی نماز ادھر اسی کیمپس کی مسجد میں اپنی جماعت سے ادا کی۔۔جہاں ہماری ملاقات آغائے ھاشمیاں (سید سجاد) سے ہوئی دوپہر کا کھانا بھی ادھر ہی ہوا۔ظہر کے بعد ہمارے لئے جامعہ کے اس شعبہ میں جو مختصر دورانیے کے کورسز کا شعبہ ہے دو لیکچرز کا اہتمام کیا گیا تھا۔ان میں سے ایک تو انگلش میں تھا جبکہ دوسرا عربی میں۔آج ہمارا ارادہ کچھ شاپنگ کا تھا مگر لیکچرز سے دیر سے فراغت ہوئی پھر مکتبہ امام خمینی وزٹ کیا۔یہاں زیادہ تر کتب امام خمینی کی اپنی تحریر کردہ یا ان پر لکھی گئی تالیفات ہیں گو کہ دیگر کتب بھی ملتی ہیں...... یہاں کتب پر ڈسکاؤنٹ اچھا ملتا ہے......

رات ۹ بجے کھانے کے بعد ہم بازار گئے اور تھکاوٹ، گرانی اور بازار کی کیفیت کی بنا پر خریداری نہ کر سکے۔سوائے چند پارچات اور شیرینی کے۔ادھر ہمیں بتایا گیا تھا کہ رات تین بجے قیام گاہ سے روانہ ہونا ہے اور صبح ۲/۱:۷ بجے فلائیٹ پر چانس پر سیٹیں ہیں بس پھر گیا تھا واپس آ کر سامان پیک کرنے اور سفر کی تیاری میں لگ گئے۔رات ۳ بجے گاڑی آ گئی اور ہم سب اس میں سوار ہو کر تہران ائرپورٹ کی جانب روانہ ہو گئے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں قم سے ہم ائرپورٹ (تہران) پہنچ گئے۔فجر کی نماز اندر پہنچ کر ادا کی۔

اس سفر کے دوران ہم نے محسوس کیا کہ ایرانی لوگ اخلاقی اعتبار سے بہت بلند پایہ ہیں ان کی زبان (فارسی) میں جس قدر حلاوت وملائمت ہے اسی قدر ان کے مزاج میں بھی نرمی، شگفتگی اور محبت کی چاشنی ہے اگرچہ اسواق میں نوع دگر بھی پائی جاتی ہے۔یہاں کی ثقافت قدیم وجدید ثقافتوں کا مجموعہ ہے۔

....

☆ جدد حیاتک، ونوع اسالیب معیشتک، وغیر من الروتین الذی تعیشہ. ☆